

گناہ کی حقیقی ماہیت
 نمبر 3374
 ایک خطبہ
 شائع شدہ بروز جمعرات، 2 اکتوبر 1913
 واعظ: سی۔ ایچ۔ اسپرژن
 میٹروپولیٹن عبادت گاہ، نیونگٹن میں پیش کیا گیا

"بہت ہی گناہ آلودہ۔"
 رومیوں 7:13

ان الفاظ کے سیاق و سباق میں داخل ہونا ہماری اس شام کی مختصر گھڑیوں کے باعث ممکن نہیں۔ لیکن خلاصہ یہ ہے—رسول پولس یہ ظاہر کر رہا تھا کہ شریعت کسی انسان کو پاک نہیں بنا سکتی، اور اُس نے خود یہ تجربہ کیا کہ جب شریعت اُس کے دل میں آئی، تو اُس نے اُس میں ایسی خواہش جگا دی کہ وہ اُس کے احکام کے برعکس عمل کرے۔

ایسے کچھ اعمال تھے جن کے کرنے کا وہ کبھی نہ سوچتا، مگر جب اُس نے پایا کہ وہ منع ہیں تو اُسی وقت اُنہیں کرنے کی خواہش جاگی۔ اس پر ایک سخت اعتراض کیا گیا، گویا شریعت گناہ کی مددگار ہو گئی۔ لیکن رسول نے جواب دیا—ایسا نہیں، کیونکہ شریعت نے اُس کو گناہ نہ کروایا، کیونکہ شریعت تو نیک ہے۔ بلکہ یہ اُس کے دل کی گناہ آلودگی تھی جس نے نیکی کو بُرائی کے موقع میں بدل ڈالا۔

پھر اُس نے یہ بھی دکھایا کہ یہی شریعت کے دینے جانے کا اصل مقصد تھا—کہ ظاہر کرے کہ گناہ کس قدر گناہ آلودہ ہے۔ شریعت کا مقصد یہ نہ تھا کہ آدمی کو پاک بنائے، بلکہ یہ کہ آدمی پر ظاہر کرے کہ وہ کتنا ناپاک ہے۔ وہ نہ تو مرض کی شفا تھی اور نہ ہی اُس کی خالق، بلکہ اُس مرض کی پردہ کشا تھی جو انسان کی طبیعت میں چھپی ہوئی تھی۔

اب میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پولس یہاں گناہ کو "بہت ہی گناہ آلودہ" کہتا ہے۔ اُس نے کیوں نہ کہا "بہت ہی سیاہ"، یا "بہت ہی بولناک"، یا "بہت ہی مہلک"؟ اس لیے کہ دنیا میں گناہ سے زیادہ بُرا کوئی شے نہیں۔ جب وہ سب سے زیادہ سخت لفظ استعمال کرنا چاہتا تھا تو اُس نے گناہ کو اُس کے اپنے ہی نام سے پکارا اور اُس کو دہرا دیا—"گناہ"، "بہت ہی گناہ آلودہ۔"

اگر تم گناہ کو "سیاہ" کہو تو اُس میں کوئی اخلاقی بدصورتی یا فضیلت بیان نہیں ہوتی، کیونکہ سیاہ سفید جتنا ہی ہے اور سفید سیاہ جتنا ہی۔ اس طرح کچھ بھی ظاہر نہیں کیا گیا۔ اگر تم گناہ کو "مہلک" کہو تو بھی یہ کچھ زیادہ نہیں، کیونکہ موت خود میں گناہ کے مقابلہ میں کوئی برائی نہیں رکھتی۔ پودوں کا مر جانا کوئی خوفناک امر نہیں، بلکہ یہ تو قدرت کے نظام کا ایک حصہ ہے کہ نسل در نسل پودے اگیں اور وقت پر مر کر نئی نسل کے لیے مٹی کا ذریعہ بنیں۔

پس اگر تم نے گناہ کو "مہلک" کہا تو بھی تم نے تھوڑا ہی کہا۔ اگر کوئی لفظ چاہیے تو تمہیں گھر لوٹنا ہوگا۔ گناہ کو اُس کے اپنے نام سے ہی پکارنا چاہیے۔ اگر اُس کو بیان کرنا ہے تو یہی کہنا ہوگا کہ وہ "گناہ آلودہ" ہے۔ گناہ "بہت ہی گناہ آلودہ" ہے۔

یہ متن ایک وسیع دلیل اور ایک خاص اطلاق کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پس ہماری کوشش ہوگی کہ ہم تمہیں دکھائیں کہ گناہ اپنی اصل میں ہی "بہت ہی گناہ آلودہ" ہے، اور پھر بعض نشانوں کے متعلق تو یہ اور بھی زور سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ "بہت ہی گناہ آلودہ" ہیں۔

I

- گناہ اپنی ذات میں "بہت ہی گناہ آلودہ" ہے۔

یہ خدا کے خلاف بغاوت ہے اور "بہت ہی گناہ آلودہ" اس لیے ہے کہ یہ خدا کے جائز حقوق اور اُس کے فرامین میں مداخلت کرتی ہے۔ وہ عظیم، غیر مرئی روح جسے ہم دیکھ نہیں سکتے، جس کو ہمارے اپنے خیالات بھی گھیر نہیں سکتے، آسمان اور زمین اور تمام موجودات کا خالق ہے، اور یہ اُس کا حق تھا کہ جو کچھ اُس نے بنایا وہ اُس کے مقصد کی خدمت کرے اور اُسے جلال دے۔

ستارے پہی کرتے ہیں۔ وہ اپنی ابدی گردشوں میں کبھی ٹھوکر نہیں کھاتے۔ مادی کائنات پہی کرتی ہے۔ وہ فرماتا ہے اور وہ ہو جاتا ہے۔ آفتاب و مابتاب، فلک کے جھرمٹ، بلکہ زمینی قوتیں، سمندر کی موجیں اور باد تند کی گرج سب اُس کے احکام کے تابع ہیں۔ اور یہ مناسب بھی ہے کہ وہ تابع ہوں۔ کیا کمہار مٹی کے ساتھ اپنی مرضی کے مطابق برتن نہ بنائے؟ کیا وہ جو اوزار استعمال کرتا ہے اپنی خوشنودی کے لیے اپنی پسند کی صورت نہ تراشے؟

مگر تم اور میں ہم جنہیں مخلوق میں امتیاز بخشا گیا۔ نہ جان ڈھیلے، نہ رینگتے کیڑے جو صرف محسوس کرتے ہیں مگر عقل نہیں رکھتے؛ بلکہ ہمیں خیال، جذبات، محبت، اعلیٰ روحانی ہستی بلکہ ابدی ہستی بخشی گئی ہے ہم پر خاص طور پر لازم تھا کہ اپنے خالق کے فرمان بردار رہیں۔ اپنی ضمیر سے پوچھو، کیا تم محسوس نہیں کرتے کہ خدا کا تم پر حق ہے؟

اپنے آپ سے پوچھو، اگر تم کچھ بناؤ یا محفوظ کرو تو کیا اُس کو اپنا نہ کہو گے؟ اور جب وہ تمہارا ہے تو کیا تم یہ توقع نہ رکھو گے کہ وہ تمہارے مقصد کو پورا کرے یا تمہاری مرضی بجا لائے؟ تو پھر کیوں اپنے خالق کو بھول گئے؟ کیوں اپنی طاقت اور صلاحیتیں اُس کے جلال کے سوا کسی اور کے لیے صرف کیں؟ ہائے! یہ "بہت ہی گناہ آلودہ" ہے جب اُس کے تاجدارانہ حقوق، جس کی مرضی سے ہم زندہ ہیں، نظر انداز کر دیے جائیں یا ڈھٹائی سے رد کیے جائیں۔

لیکن ہم گناہ میں حصہ لے کر اُس کے احکام کو پامال کرتے ہیں اور اُس کی بادشاہی کو کچھ نہ سمجھتے۔ سوچو، یہ کیسی "بہت ہی گناہ آلودہ" بغاوت ہے ایسے خدا کے خلاف! اُس کی صفات پر غور کرو، اُس کی عظمت کو یاد کرو۔ وہ نہ صرف لامحدود قدرت والا، حکمت والا، کامل اور جلالی ہے بلکہ وہ سب سے اعلیٰ نیک ہے۔ اُس کی نیکی کمال تک پہنچتی ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جس کا کردار بے مثال ہے۔ نہ اُس مشتری کی مانند جس کو مشرکوں نے ہر بُرائی کا منسوب کیا، نہ اُس خونخوار جگر ناتھ کی مانند جسے ہند کے بت پرست پوجتے ہیں۔ بلکہ وہ پاک اور قدوس خدا ہے جس کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ یہ وہ، جو قدوسیت میں جلالی ہے اور ستائشوں میں ہیبت ناک۔

اب اگر یہ فرض کر لیا جائے۔ (اے عظیم خدا، اس گمان کو معاف فرما!)۔ کہ خدا کوئی عظیم ہستی ہے جو ہماری خدمت کا فطری حق رکھتا ہے مگر اُس کا کردار ایسا ہوتا جو سخت، بے رحم، بے دردی اور کٹھور ہو، تو شاید کوئی جری روح بغاوت کا بہانہ بنا سکتی۔ مگر ہمارا باپ، ہمارا خدا، ہمارا عظیم چرواہا بادشاہ۔ جب ہم ذرا سا بھی اُس کے خلاف بغاوت کریں یا اُس کی مرضی کے خلاف انگلی اٹھائیں تو کون سا عذر تراشا جا سکتا ہے؟ اُس کی خدمت کرنا تو گویا آسمان ہے۔ فرشتے گواہی دیں گے۔ اُس کی مرضی بجا لانا سعادت ہے۔ کامل رُوحیں اس بات کو تسلیم کرتی ہیں۔ ہائے! گناہ درحقیقت نہایت پست چیز ہے۔ بادشاہ کی نرم سلطنت کے خلاف بغاوت، والدین کے نہایت نازک حق کے خلاف سرکشی، بے نظیر نیکی کے خلاف شورش! اے گناہ! شرم ہے تجھ پر، تو فی الحقیقت "بہت ہی گناہ آلودہ" ہے۔

اور دیکھو، گناہ کی بُرائی کا کتنا بڑا اضافہ ہے کہ وہ اُن قوانین کے خلاف بغاوت کرتا ہے جن میں سے ہر ایک بالکل عادل ہے۔ دس احکام کی لوح میں ایک بھی حکم ایسا نہیں جو صداقت کے بنیادی اصول پر قائم نہ ہو۔ اگر انگلستان میں کوئی ایسا قانون بنایا جائے جو عدل کے اصول کو توڑے، تو اُس قانون کو توڑ دینا سب سے بڑی ذمہ داری ہو۔ مگر جب کسی مملکت کے قوانین عادل اور راست ہوں، تو پھر ایسے قانون کو توڑنا نہ صرف حکومت کے اقتدار کے خلاف جرم ہے بلکہ عقل اور ضمیر کے خلاف بھی۔

خدا کے قوانین نہ صرف الہی اختیار رکھتے ہیں بلکہ یہ خوبی بھی رکھتے ہیں کہ وہ سب ہم آہنگ ہیں اور انسان کی فطرت کے رشتوں کے مطابق ہیں۔ کیا یہ مسیحوسیتس کی ریاست نہ تھی جس نے ابتدا میں یہ قرار دیا تھا کہ جب تک وہ اپنے قوانین نہ بنا لیں گے وہ خدا کے قوانین کے مطابق عمل کریں گے؟ کیا وہ کبھی موقع پائیں گے کہ اُن سے بہتر قانون بنائیں؟ کیا کوئی شخص ایک شق کو مٹا کر اُس کو بہتر بنا سکتا ہے؟ کیا وہ ایک فقرہ بڑھا کر اُس کو درست کر سکتا ہے؟ نہیں! شریعت مقدس ہے، اور عادل، اور نیک۔ اور جب صحیح طور پر سمجھی جائے تو وہ بدی کو روکتی ہے اور نیکی کو سراہتی ہے۔ صرف نیکی کو۔ ہائے، گناہ! تُو کس قدر "بہت ہی گناہ آلودہ" ہے کہ ایسی شریعت کے خلاف بغاوت کرنے کی جرأت کرے جو اپنی ذات میں عادل، راست، نیک اور حقیقی ہے۔

مزید برآں، اے بھائیو۔ یہ کچھ ہم میں سے بعض کو براہ راست چھو لے گا۔ گناہ "بہت ہی گناہ آلودہ" ہے کیونکہ یہ ہماری اپنی بھلائی کے خلاف بغاوت ہے۔ خود غرضی ہم سب میں ایک قوی جذبہ ہے۔ جو چیز ہمارے لیے مفید اور فائدہ بخش ہو، اُس کو ہم مضبوطی سے تھامیں، اور اگر ہم دانشمند ہوں تو اُس کو جوش و خروش سے اپنائیں۔

اب جب بھی خدا کسی چیز سے منع کرتا ہے تو ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ وہ خطرناک ہے۔ خدا کے احکام اُن تختیوں کی مانند ہیں جو برف کے دنوں میں پارک کی جھیل پر لکھے ہوئے ہیں۔ "خطرناک" یہ محض محبت بھری تنبیہ ہے، سخت ممانعت نہیں۔ خدا صرف یہ ظاہر کرتا ہے کہ فلاں چیز ہلاکت خیز ہے یا تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔

اور جو کچھ وہ اجازت دیتا یا حکم دیتا ہے وہ، خواہ فوراً نہ بھی ہو، مگر آخرکار ہماری بھلائی اور فلاح میں سب سے زیادہ ترقی دینے والا ہوتا ہے۔ خدا جب ہمیں شریعت دیتا ہے تو وہ ہماری بہبود اور خوشحالی کا ہی خیال فرماتا ہے۔ کیا یہ بہت ہی مکروہ نہیں کہ انسان اپنے ہی نقصان پر آمادہ ہو جائے تاکہ اپنے خالق کے خلاف گناہ کر سکے؟

خدا تجھ سے فرماتا ہے، ”اپنا ہاتھ آگ میں نہ ڈال۔“ فطرت بھی کہتی ہے، ”ایسا نہ کر۔“ اور پھر بھی جب خدا فرماتا ہے، ”زنا یا حرام کاری نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، چوری نہ کرنا“—جب وہ فرماتا ہے، ”میرے حضور دعا میں آ، مجھ سے محبت رکھ“—تو یہ سب احکام اپنی ذات میں اُسی قدر دانا اور طبیعی ہیں جیسے یہ نصیحت کہ ہاتھ آگ میں نہ ڈال، یا وہ مشورہ کہ جب بھوک اور پیاس لگے تو صحت بخش طعام و مشروب استعمال کر۔

پر ہم ان احکام کو رد کر دیتے ہیں۔ اُس بجے کی مانند جسے کہا گیا کہ زہر کا پیالہ نہ پیے اور پھر بھی وہ اُس کو پیتا ہے۔ اُس بجے کی مانند جس کو نوکیلا آلہ نہ دیا گیا کہ کہیں وہ خود کو زخمی نہ کرے، مگر وہ پھر بھی اُس سے کھیلتا ہے—اپنے باپ کی حکمت پر ایمان نہ لا کر اپنی ناسمجھی پر بھروسہ کرتا ہے، کیونکہ پیالہ میٹھا دکھائی دیتا ہے تو لازماً بے ضرر ہوگا۔ کیونکہ اوزار چمکتا ہے تو ضرور کھیلنے کے لائق ہوگا۔

جان لے، اے انسان! تو جب گناہ کرتا ہے تو اپنے ہی آپ کو کاٹتا اور چیرتا ہے۔ اور سوائے دیوانے کے اور کون ایسا کرے گا؟ اگر تو نیکی کو نظر انداز کرتا ہے تو گویا اپنے ہی بدن کو اُس غذا سے محروم کرتا ہے جو اُس کی پرورش کرتی ہے اور اپنے ہی وجود کو اُس لباس سے عاری کرتا ہے جو اُسے زینت دیتا ہے۔ اور سوائے احمق کے اور کون ایسی بیوقوفی اختیار کرے گا؟ مگر افسوس، گناہ نے ہمیں ایسے ہی احمق اور دیوانہ بنا دیا ہے، اور اسی لیے وہ ”بہت ہی گناہ آلودہ“ ہے۔

گناہ، اگر ہم ٹھیک طرح غور کریں، کائنات کے سارے نظام کو درہم برہم کر دیتا ہے۔ اپنے گھرانے میں تم محسوس کرتے ہو کہ ایک باپ کی مانند سب کچھ درست نہیں چل سکتا جب تک کوئی سرپرست نہ ہو جس کی دانائی سب کو ترتیب دے۔ اگر تمہارا فرزند کہے، ”اے باپ! میں نے طے کیا ہے کہ اس گھر میں جو کچھ تیری مرضی ہوگی اُس کی میں مخالفت کروں گا، اور جو کچھ میری مرضی ہوگی اُس پر قائم رہوں گا اور اپنی پوری طاقت سے اُسے پورا کروں گا۔“ تو یہ کیسا گھر ہوگا! کیسا انتشار! کیسا خانہ خراب! بلکہ کہنا بجا ہوگا—زمین پر کیسی جہنم

دیکھو، کل دریائے ٹیمز سے ایک جہاز روانہ ہوتا ہے، ایک دانا اور نیک کپتان کے زیرِ کمان جو سمندروں کو سمجھتا ہے۔ مگر وہ ابھی نور کے مقام تک پہنچا ہی ہے کہ ایک ملاح کہتا ہے، ”میں اطاعت نہ کروں گا۔ میں نہ بادبان باندھوں گا اور نہ کسی حکم پر عمل کروں گا۔“ اس شخص کو زنجیروں میں جکڑ دو!“ سب کہتے ہیں کہ یہ درست ہے۔ یا کوئی مسافر آ کر اعلان کرے کہ وہ کپتان کے اختیار کو نہیں مانتا اور سارے سفر میں اُس کی مرضی کے خلاف چلنے پر کمر بستہ ہے۔ اگر نزدیک کوئی کشتی ہے تو اُس شخص کو کنارے پر اُتار دو، خواہ وہ کیچڑ ہی میں کیوں نہ اترے۔ مگر اُس سے نجات حاصل کرو، یہی مناسب ہے۔

تو پھر کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ جہاز کو خود ہی ڈبو دو اور اُس کے پہلوؤں میں شگاف کر دو، بجائے اس کے کہ مرکزی اختیار کو ختم کیا جائے یا ہر شخص اپنی آنکھوں میں جو سیدھا دکھائی دے وہی کرے؟ جہاز پر سب کی سلامتی کا انحصار نظم و ضبط پر ہے۔ اگر ہر شخص اپنی مرضی کرنے لگے تو بہتر ہے کہ آدمی خود کو شیروں کے پنجرے میں قید پائے، بجائے ایسے جہاز کے۔

اب اس دنیا کو دیکھو—یہ محض ایک بڑا جہاز ہے جو تیر رہا ہے—تو یہاں کپتان کون ہونا چاہیے سوائے اُس کے جس نے اُسے بنایا؟ کیونکہ صرف اُس کا قادر ہاتھ اُس مہیب پتوار کو تھام سکتا ہے۔ کون اس عظیم جہاز کو مشیت کے سمندروں پر چلا سکتا ہے؟ کون بجز اُس کے؟ اور میں کون ہوں، اور تو کون ہے، اے سننے والے، کہ ہم کہیں، ”میں اُس اعلیٰ سردار کو نظر انداز کروں گا۔ میں کپتان کو بھول جاؤں گا۔ میں اُس کے خلاف بغاوت کروں گا۔“ اگر سب نے ایسا کیا تو جہاز کا کیا بنے گا؟ دنیا کا کیا انجام ہوگا؟ جب بد نظمی آتی ہے تو اُس کے پیچھے ہرج و مرج، غم، دہشت اور تباہی ضرور آتی ہے۔

اگر ثبوت چاہتے ہو کہ گناہ کس قدر ”بہت ہی گناہ آلودہ“ ہے، تو دیکھو اُس نے دنیا میں اب تک کیا کیا ہے۔ آنکھ اُٹھا کر اُس حسین باغ کو دیکھو جہاں ہر نرالا پرندہ اور جانور، ہر شگفتہ گل، ہر دلکش منظر سورج کی روشنی میں جلوہ گر تھا۔ وہاں دو کامل بستیاں تھیں—ایک مرد اور ایک عورت، ہماری نسل کے والدین۔ مگر وہاں گناہ داخل ہوا، اور پھول مرجھا گئے، حیوانوں میں درندگی آ گئی، زمین نے کانٹے اور جھاڑ جھنس پیدا کیے، اور انسان اپنے چہرے کے پسینے سے روٹی کھانے کو نکال دیا گیا۔

کس نے عدن کو ویران کیا؟ تو نے، اے ملعون گناہ! سب کچھ تو نے کیا۔ دیکھ مگر—کیا تو منظر سہہ سکتا ہے؟—دھوئیں کے بادل، غبار کے طوفان، بگل کی آواز، توپوں کی گرج۔ چیخوں اور انہوں پر کان لگا۔ وہ بھاگتے ہیں—وہ تعاقب میں ہیں—جنگ

ختم ہو گئی۔ میدانِ جنگ پر قدم رکھ وہاں انسانی لاشوں کا انبار پڑا ہے، چیتھڑے اڑا دیے گئے، گولیاں جسموں کو چھلنی کر گئی ہیں، کھوپڑیاں بارود سے ٹوٹ چکی ہیں، خون کے تالاب بہہ رہے ہیں۔

ہائے! یہ ایسا منظر ہے جس پر صرف ایک شیطان خوش ہو سکتا ہے۔ یہ سب کس نے کیا؟ جنگیں اور لڑائیاں کہاں سے آتی ہیں؟ تمہاری اپنی خوابشوں اور گناہوں سے۔ ہائے، گناہ! تو ہی خون ریز ہے! تو ہی کہتا ہے ”تبائی“ اور پھر جنگ کے کتوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ یہ سب نہ ہوتا اگر تو نہ آتا۔

مگر منظر بڑھتا ہے۔ ساری دنیا میں جا کر دیکھو، ہر طرف چھوٹے ٹیلے ہیں۔ قبر کے ٹیلے۔ اور اگر اُس خاک کو پرکھو جو گلی کوچوں میں اڑتی ہے تو ہر ذرے سے یہی جواب ملے گا کہ وہ کبھی کسی انسان کے بدن کا حصہ تھا جو ماضی کی نسلوں میں دردناک موت مر گیا اور مٹی میں گل سڑ گیا۔

آج کی زمین کیا ہے سوائے ایک عظیم ”اکیلدما“—خون کا کھیت، ایک بے انتہا قبرستان؟ موت نے دنیا کو دیمک کی طرح کھا لیا ہے۔ ساری سطح انسانی باقیات سے بھری ہے۔ یہ سب کس نے مارا؟ یہ سب کس نے مارا؟ کون بجز گناہ؟ ”گناہ جب تمام ہو جائے“ تو موت کو جنم دیتا ہے۔

میں تمہیں اس سے آگے لے جانے کی ہمت نہیں کرتا۔ نہ ہی تم اگر جا سکو تو میں اُس راہ پر تمہاری رہنمائی کر سکوں گا۔ اُس ندی کے اُس پار جو فانیوں کی سرزمین کو لافانیوں کے ملک سے جدا کرتی ہے—جہاں افراتفری اور اندھیرا ہے۔ موت کے ”سائے کی وادی پار کرو تو وہاں اُن رُوحوں کا عالم دکھائی دے گا جہاں ”اُن کا کیڑا نہیں مرتا اور اُن کی آگ نہیں بجھتی۔

اگر تم اُس اندھے کنویں میں جھانکنے کی جرأت کرو—اُس گہرائی میں جس کا کوئی کنارہ نہیں—جہاں خدا کی طرف سے مجرم ٹھہرائے گئے رُوحیں ہمیشہ کے لیے اُمید اور بحالی کی ہر روشنی سے جُدا کر دی گئی ہیں۔ مگر جیسے ہی میں اُس منظر سے پیچھے ہٹتا ہوں تم بھی لرز اُٹھو گے، جہاں خدا کا قہر تنور کی مانند جلتا ہے، اور بدکار گھاس کی طرح بھسم ہوتے ہیں، اور جو قومیں خدا کو بھولتی ہیں وہ ابد تک فنا ہوتی ہیں۔

یہ آگ کس نے جلائی؟ کس نے اُس کو بھڑکایا؟ گناہ نے! گناہ نے ہی سب کچھ کیا۔ کوئی شخص وہاں نہیں مگر گناہ کے باعث۔ کوئی انسان جو کبھی سانس لیا اُس کو گم نہ کیا گیا سوائے اُس کے کہ وہ گناہ کی منصفانہ سزا تھی۔ گناہ فی الحقیقت ”بہت ہی گناہ“ ہے۔

مگر میں اب تک اُس کی انتہا تک نہ پہنچا۔ سب سے بُرا پہلو نہ موت ہے نہ جہنم۔ بلکہ کلوری کی صلیب پر خود خداوند نے، جس نے ہم سے محبت کی اور ہمیں برکت دینے کو آیا، گناہ کی خباثت کو ثابت کیا، جب گناہ نے اُسے صلیب پر میخوں سے جکڑا، اُس کے پہلو کو چھیدا، اور گنہگاروں نے تمسخر اور ٹھٹھا کر کے کہا، ”ہم نہیں چاہتے کہ یہ شخص ہم پر بادشاہی کرے۔“

یسوع کی اذیتوں میں، اُس کی رسوائی اور تھوکنے میں، اُس کے دکھ اور کرب میں ہم گناہ کی گناہ آلودگی کو پڑھتے ہیں، گویا بڑے بڑے حروف میں لکھی ہو کہ نیم اندھے بھی دیکھ لیں۔ اے گناہ! تو مسیح کا قاتل ہے، تو حقیقت میں ”بہت ہی گناہ آلودہ“ ہے۔

—میرا وقت ختم ہو گیا، ورنہ میں مزید بیان کرتا

II

- بعض مخصوص گناہ ایسے ہیں جو عام خطا سے کہیں بڑھ کر ”بہت ہی گناہ آلودہ“ ہیں۔

میری مراد اُن گناہوں سے ہے جو انجیل کے خلاف ہیں۔ میں محض ایک فہرست پیش کرتا ہوں تاکہ یہاں موجود ہر ایک، جو اپنے دل میں دیانتدار ہے، تلاشی لے اور دیکھے کہ آیا وہ خود قصوروار ہے یا نہیں۔ خدا کی طرف سے بھیجے گئے محبت بھرے پیغام رساں—پاکیزہ والدین، سرگرم خادمین، محبت کرنے والے استاد—اُن کو رد کرنا، اُن کے لائے ہوئے مہربان پیغام کو ٹھکرانا، اور ہمارے لئے اُن کی تڑپ بھری فکر مندی کو نہ ماننا، یہ سب کچھ ”نہایت ہی گنہگار“ ہے۔

ان محبت بھری بشارتوں کو رد کرنا، جو ہم سے محض رحمت، معافی، فرزندگی اور جہنم سے مخلصی اور آسمان کی سربلندی کی بات کرتی ہیں—یہ ”نہایت ہی گنہگار“ ہے۔ اُس مُنجی کو رد کرنا جو محض محبت کی خاطر زمین پر آیا، جس کے زخم اُس کی محبت کے واعظ ہیں، جس کی موت محبت کی انتہائی شہادت ہے—اُسے حقیر جاننا، نظر انداز کرنا، اُس کو رد کرنا—یہ ”نہایت ہی گنہگار“ ہے۔

اُس کے خلاف گناہ کرنا بعد ازاں کہ تم نے اُس کی محبت کا اقرار کیا۔ اُس کی میز پر آنا اور پھر بے دینوں کے ساتھ گناہ کرنا۔ اُس کے نام میں بیتسمہ لینا اور پھر بھی ناحق، بے ایمانی اور ناراستی میں چلنا۔ یہ ”نہایت ہی گنہگار“ ہے۔ اُس کی کلیسیا کے ساتھ شمار ہونا اور پھر بھی دنیا کے ساتھ رہنا۔ اُس کے پیروکار ہونے کا دعویٰ کرنا اور پھر اُس کے دشمن ہونا۔ یہ ”نہایت ہی گنہگار“ ہے۔

روشنی اور معرفت کے خلاف گناہ کرنا۔ جان بوجھ کر گناہ کرنا۔ اپنے ضمیر کے خلاف گناہ کرنا۔ ضمیر کو ایک طرف دھکیل دینا۔ اپنے بہتر نفس کو روند ڈالنا۔ رُوح القدس کے خلاف گناہ کرنا۔ اُس کی تنبیہات، اُس کی خبرداریوں، اُس کے تقاضوں اور اُس کی دعوتوں کو رد کرنا۔ یہ ”نہایت ہی گنہگار“ ہے۔ مار کھا کر بھی گناہ پر قائم رہنا۔ مشکلات اور مصائب کے باوجود گناہ پر ڈٹے رہنا۔ دوزخ کی طرف ایسے لپکنا جیسے کوئی سوار رکاوٹوں کو پھاندتا ہوا دوڑتا ہے۔ یہ ”نہایت ہی گنہگار“ ہے۔

اے میرے سننے والو! تم میں سے بعض آج شب اسی نہایت گناہ کے اندر ہیں۔ آہ! میں نے کس طرح تم سے التماس کی۔ میں نے تمہیں بار بار عیسیٰ کے پاس آنے کی نصیحت کی۔ میں نے تمہیں بار بار خبردار کیا۔ اگر عدالت کے تخت پر مجھے جواب دینا پڑا تو بہتوں کی سزا پر مجھے ”امین“ کہنا پڑے گا۔ مجھے اقرار کرنا ہوگا کہ تم بہتر جانتے تھے۔ تم میں سے بعض شراب پیتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ یہ بُرا ہے۔ تم میں سے بعض قسم کھاتے ہیں، بعض چور ہیں، بعض سرکشی کے ساتھ گناہ کرتے ہیں۔ اور میں تعجب کرتا ہوں کہ پھر بھی تم بار بار اس عبادت خانہ میں کیوں آتے ہو۔

تم میری آواز سننے کو پسند کرتے ہو مگر اپنے گناہوں سے چمٹے رہتے ہو۔ ایسے گناہ جو تمہیں ہلاک کریں گے۔ میں تمہارے خون سے بری ہونا چاہتا ہوں۔ میں بات کو چھپاؤں گا نہیں۔ میں تم سے ایسے کلام نہ کروں گا جیسے تم سب مقدس ہو، جب کہ تم میں سے بہت سے آسمان کی راہ پر نہیں بلکہ دوزخ کی طرف تیز پرواز کر رہے ہیں۔ اے خدا! تُو اُنہیں روک لے، ورنہ جس روشنی اور وضاحت کے ساتھ وہ گناہ کرتے ہیں وہی اُن کے گناہ کو اور زیادہ سنگین کرے گی، اور جو تنبیہات وہ سنتے ہیں وہ اُن کی سزا کو اور زیادہ سخت کریں گی۔

مگر کیوں یہ سزا آتی ہی چاہیے؟ کیوں تم مرنا چاہتے ہو؟ کیوں تم گناہ پر اڑے ہو؟ کیوں تم شرارت سے محبت کرتے ہو؟ میں اکثر اپنی مطالعہ گاہ کے چراغ کی روشنی میں غریب کیڑوں کو دیکھتا ہوں جو ذرا سا دریچہ کھلا ہو تو اندر آ جاتے ہیں، اور شعلے سے ٹکرا کر گرتے ہیں، پھر سنبھل کر دوبارہ اڑتے ہیں اور دوبارہ ہلاک ہوتے ہیں۔

کیا تم بھی ایسے ہی ہو؟ محض بے عقل کیڑے؟ آہ! تم نہیں ہو، ورنہ تم معذور ٹھہرتے۔ میرے مُنجی کے پاس آؤ، اے غریب جانوں! وہ اب بھی تمہیں قبول کرنے کو تیار ہے۔ ایک دعا کافی ہے۔ ایک ٹوٹی ہوئی روح وہ رد نہ کرے گا۔ ایک نگاہ کافی ہے۔ عیسیٰ کی طرف ایک کمزور سی نظر، جو تمہارے لئے شفاعت کرتا ہے، کافی ہے۔

اے رُوح القدس! اُنہیں یہ نظر ڈالنے پر مجبور کر۔ اپنی ناقابل مزاحمت قدرت سے ابھی اُنہیں جھکا۔ آہ! یہ ہو گا۔ خدا کا شکر ہو، یہ ضرور ہو گا۔ تم آج شب دیکھو گے اور خدا کو جلال ملے گا۔ اور اگرچہ تم ”نہایت ہی گنہگار“ ہو، تو بھی اُس قیمتی خون کے وسیلہ سے تم پورے طور پر معاف کئے جاؤ گے، اور اُس عظیم معافی کے لئے نہایت شکر گزار ٹھہرو گے جو یسوع لاتا ہے۔ خداوند تمہیں اپنی نام کی خاطر برکت دے۔ آمین۔

تفسیر بہ قلم سی۔ ایچ۔ اسپر جن

زبور 51؛ رومیوں 25-7:7

زبور 51

مسیحی نغمہ میں بہت سے شیریں سُر ہیں، مگر میرے دل کے نزدیک توبہ کا نغمہ سب سے زیادہ نرم، کومل اور شیریں ہے۔ کامل یقین اپنی بگل کی نعرہ زن آواز بلند کرتا ہے اور ہمیں چاہیے کہ اُسے بلند کریں، مگر بعض اوقات ہم ایسا کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ گناہ پر فتح ہمیں مریم کی دف دیتی ہے کہ اُس پر جھومیں، اور یہ نیک ہے، مگر روزمرہ کے لئے میں توبہ کے برہبط کی تاروں کو زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔

ہمیشہ ہمیں اُن تاروں کو بجانے کے قابل ہونا چاہیے۔ وہ ہمیشہ ہمارے مجرم ہاتھوں کے لائق ہیں۔ وہ ہمیشہ قادر مطلق کے کان کو شیریں لگتے ہیں۔ جناب رولینڈ بل کہا کرتے تھے کہ ایک دوست ایسا ہے جسے وہ آسمان پر اپنے ساتھ نہ لے جا سکتے اور جسے پیچھے چھوڑنے پر افسوس کرتے۔ اور وہ بے شیریں توبہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب خدا ہماری آنکھوں کے ہر آنسو کو —پونچھ دے گا تب ہم گناہ کے لئے نہ رو سکیں گے، مگر تب تک

اے خداوند! مجھے نہ رُلا مگر گناہ کے لئے
اور نہ مجھے ڈھونڈنے دے مگر تیرے لئے؛
—اور پھر کاش کہ میں—آہ! کاش میں ہو سکوں
”ہمیشہ کا رونے والا ٹھہروں۔“

کیونکہ یہ کڑوے میٹھے—یہ میٹھے کڑوے—ہمارے ان زمینی ایام کے تقریباً سب سے چُنے ہوئے غم آلود خوشی یا خوشی آلود
: غم ہیں۔ اسی طرح داؤد گاتا ہے

”آیت 1. “اے خدا! اپنی شفقت کے مطابق مجھ پر رحم کر، اپنی بے شمار رحمتوں کے مطابق میری خطاؤں کو مٹا دے۔

واقعی، اے بھائیو! اگر ہم محسوس ہی نہ کریں کہ ہمیں یہ کہنے کی ضرورت ہے: ”مجھ پر رحم کر“ اور اگر یہ ہماری جان کی
عادی زبان نہ ہو، تو ہم میں کھلے گناہ سے بھی بڑھ کر کچھ نہ کچھ بگاڑ ہے۔ گناہ کا اقرار نہ کر سکتا اور اُس پر ماتم نہ کر
سکتا، گناہ کی بدترین حالتوں میں سے ایک ہے۔ لیکن دل سے یہ کہنے کے قابل ہونا، ”مجھ پر رحم کر، میری خطاؤں کو مٹا دے“
یہ ظاہر کرتا ہے کہ فضلِ الہی کے وسیلہ سے ہم میں کچھ نہ کچھ سلامتی اب بھی باقی ہے۔

دیکھو داؤد کس جلدی سے خدا کی نرم صفتوں کو پہچانتا ہے! کیا کسی انسان نے کبھی زیادہ شیریں الفاظ اکٹھے کئے ہیں؟ ”تیری
شفقت کے مطابق“ — ”تیری بے شمار رحمتوں کے مطابق۔“ خدا کبھی اتنا خوشنما نہیں دکھائی دیتا جتنا کہ وہ اُنسو کے شیشے
سے دیکھا جائے۔ جب گناہ کے احساس کے نیچے تُو اُسے عجیب معاف کرنے والے خدا کے طور پر دیکھتا ہے، آہ! وہ کیسا
!شیریں خدا ہے، اور کیسی ہماری جان اُس سے محبت کرتی ہے

”آیت 2. “مجھ کو میری بدی سے اچھی طرح دھو ڈال اور میرے گناہ سے مجھے پاک کر دے۔

یہ سزا نہیں جس سے وہ ڈرتا ہے۔ خدا کا فرزند اُس قانونی خوف سے آزاد ہو چکا ہے جو سزا سے کانپتا ہے۔ گناہ—گناہ ہی ہے
جس سے وہ بیزار ہے۔ “اے خداوند! اسے دُور کر۔ میں دوہری صفائی چاہتا ہوں۔ مجھے دھو، مجھے اچھی طرح دھو۔ اور جب تُو
ایسا کرے تو پھر مجھے صاف بھی کر، کیونکہ کچھ داغ ایسے ہیں جنہیں دھونا بھی نہ نکال سکے۔ اگر پانی سے نہ ہو تو آگ
”سے کر، اے خداوند! مگر مجھے میری بدی سے اچھی طرح دھو اور میرے گناہ سے مجھے پاک کر دے۔“

”آیت 3. “کیونکہ میں اپنی خطاؤں کو مانتا ہوں، اور میرا گناہ ہمیشہ میرے سامنے ہے۔

یہ کھلا ہوا ہے۔ جب بیماری پھوٹ کر باہر آتی ہے تب صحت لوٹتی ہے۔ جب تُو اپنے گناہ کو نہیں مانتا، جب وہ تیرے سامنے
نہیں ہوتا، جب تُو اُس کو پہچانتا اور اقرار نہیں کرتا، تب وہ دل کی جڑوں میں ہوتا ہے، تجھے قتل کرتا ہے، ہلاک کرتا ہے۔ اقرار
کیا ہوا گناہ اپنے دانت کھو دیتا ہے، مگر جو گناہ پہچانا اور مانا نہ گیا، وہ تکبر اور غرور کی گھن لگاتا ہے اور دل کے لئے جان
لیوا ہوتا ہے۔

آیت 4. “میں نے تیرے ہی خلاف گناہ کیا اور وہ بدی تیری ہی نظر میں کی تاکہ تُو اپنی باتوں میں راست ٹھہرے اور جب تُو
”انصاف کرے تو بے عیب رہے۔“

گناہ کی اصل حقیقت یہی ہے کہ وہ خدا کے خلاف ہے۔ دنیوی آدمی یہ کبھی نہ سمجھے گا۔ وہ کہے گا: ”میں نے اپنے ہمسایہ کو
ضرر نہیں دیا، نہ ہی معاشرے کو نقصان پہنچایا۔“ مگر خدا کا فرزند کہتا ہے: ”میں نے خدا کے خلاف گناہ کیا۔“ خواہ اُس نے
کبھی کمرہ نہ چھوڑا ہو، کوئی فعل نہ کیا ہو، کوئی بات نہ کہی ہو، مگر اُس کا مغرور دل جو درد میں بھی بغاوت کرتا ہے، اُس
کی کڑواہٹ جو خدا کی مرضی کو قبول نہ کرتی، یہی کافی ہے کہ وہ خاک میں گر جائے—اور وہ اُس پر ماتم کرتا ہے اور
”اقرار کرتا ہے: “تیرے ہی خلاف میں نے گناہ کیا۔“

”آیت 5. “دیکھ! میں بدی ہی میں پیدا ہوا اور گناہ ہی میں میری ماں نے مجھے جنم دیا۔

یہ محض نہیں کہ میں نے گناہ کیا، بلکہ میں خود گناہ ہوں۔ میں گناہ کا ڈھیر ہوں، بدی کا انبار—طبیعتاً ایسا ہی ہوں۔ یہ صرف
مجھ میں نہیں ہے، یہ میں خود ہوں۔ یہ میرے خون میں، میری ہڈیوں میں، میرے مغز میں ہے۔ اے خدا! کیا تُو مجھے اِس سے
پاک کر سکتا ہے؟

”آیت 6. “دیکھ! تُو باطن کی سچائی کو پسند کرتا ہے اور دل ہی میں مجھے حکمت سکھائے گا۔

اور گناہ جھوٹ ہے اور گناہ حماقت ہے۔ خدا سچائی اور حکمت چاہتا ہے۔ کیا وہ یہ دونوں عطا کر سکتا ہے؟ ہاں، اور وہ کرے گا۔ اگر ہم اپنی جھوٹائی اور نادانی کو مانیں اور اپنے آپ کو اُس کے فضل لامحدود کے سپرد کر دیں۔ ”دل ہی میں تُو مجھے حکمت سکھائے گا۔“

”آیت 7. “مجھے زوفا سے صاف کر تو پاک ہوں گا، مجھے دھو اور میں برف سے بھی زیادہ سفید ہوں گا۔

زوفا سے۔ ”جس طرح کابن نے جڑی بوٹیوں کی ڈالی کو خون کے پیالے میں ڈبویا اور پھر اُس کا چھڑکاؤ تائب پر کیا، اُسی“ — ”طرح، اے خداوند! مسیح کے خون کو میری جان پر لگا۔“ مجھے زوفا سے صاف کر

”تُو میں پاک ہوں گا۔“

میں اور کسی طرح پاک نہ ہو سکوں گا۔ یہی واحد صفائی ہے — کفارہ کے خون سے دھلنا۔ اور تُو ہی یہ کر سکتا ہے۔ اے خداوند! ابھی یہ کر۔

آیت 8-9. ”مجھے خوشی اور شادمانی کی باتیں سنا تاکہ وہ ہڈیاں جو تُو نے توڑیں ہیں خوش ہوں۔ میرے گناہوں سے اپنا منہ پھیر اور میری ساری بدکاریاں مٹا دے۔“

میں یہ سُننا ہی نہیں چاہتا جب تک تُو مجھے نہ سُنا دے۔ میں یہ تسلی نہ چاہتا جب تک تُو نہ دے۔ سب چیزوں سے بڑھ کر جھوٹی تسلی سے تُو — اپنے بارے میں جھوٹے اندازے — اپنے مرتبے پر مغرور خیالات۔

”آیت 10. “اے خدا! میرے اندر پاک دل پیدا کر اور میرے باطن میں درست رُوح کو تازہ کر۔

یہ محض ایک تخلیق نہ ہو بلکہ روز بروز تجدید ہو، ورنہ جو تُو نے ایک بار پیدا کیا وہ بگڑ جائے گا اور مٹ جائے گا، جیسے تیری پہلی فطری تخلیق بگڑ گئی۔ ہر دن میرا دل پاک کرتا رہ۔

”آیت 11. “مجھے اپنے حضور سے مت نکال اور اپنی رُوح القدس کو مجھ سے مت لے۔

مجھے اُس گھاس کی طرح نہ پھینک دے جو جڑ سے اکھاڑ کر کوڑے میں ڈالی جاتی ہے۔ “اپنی رُوح القدس کو مجھ سے مت لے۔“ اُہ! خدا کا فرزند کتنی بار یہ دعا کرتا ہے۔ رُوح اُس میں ہے اور وہ جانتا ہے، مگر وہ رُوح کو غمگین کرتا ہے، اور اُس کا دل جب نرم ہوتا ہے تو روز یہ ڈرتا ہے کہ کہیں رُوح اُس سے جُدا نہ ہو جائے۔

”آیت 12. “اپنی نجات کی خوشی مجھے پھر بحال کر اور اپنے آزاد رُوح سے مجھے سہارا دے۔

میں نے اُسے پہلے چکھا ہے۔ کیسی خوشی ہے — تیری نجات کی خوشی۔ اے خداوند! مجھے پھر بخش دے۔ میں پرانی رحمت پر جی نہ سکتا ہوں۔ صرف یادگار مجھے مطمئن نہ کرے گی بلکہ بھوکا بنائے گی۔ “اپنی نجات کی خوشی مجھے پھر بحال کر۔

”آیت 13. “تب میں خطاکاروں کو تیری راہیں سکھاؤں گا اور گنہگار تیرے پاس پھریں گے۔

کوئی شخص خدا کی رحمت کو اُس سے بہتر نہ سکھا سکتا ہے جس نے اُسے خود پایا ہو۔ اے گنہگار! کیا تُو جانتا ہے کہ میرا خداوند یسوع کتنا نیک ہے؟ اُس نے میرے بے شمار گناہ معاف کئے اور اِسی لئے مجھے اُسے بیان کرنا پیارا لگتا ہے۔ “وہ اُنہیں بھی پورا بچا سکتا ہے جو اُس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں۔“

اے عزیزو! اگر تم مُنجی کو جانتے ہو تو ضرور اُس کی گواہی دو۔ اگر سب نہ کہہ سکو تو جتنا کہہ سکتے ہو کہو، اور جب تک سانس ہے، کہو۔ وقت تھوڑا ہے۔ بیماری اچانک آتی ہے اور زور آور کو جلد گرا دیتی ہے۔ پس جو وقت ہے خدا کے لئے استعمال کرو اور اُس کی محبت بیان کرو۔ تمہاری دعا یہ ہو: “تب میں خطاکاروں کو تیری راہیں سکھاؤں گا اور گنہگار تیرے پاس پھریں گے۔“

”آیت 14. “اے خدا! میرے نجات دہندہ، مجھے خون آلودگی سے چھڑا تو میری زبان تیری صداقت کو بلند آواز سے گائے گی۔

وہ واعظ بنے گا؟ نہیں، وہ گائے والا بھی بنے گا۔ جب خدا کے لوگ معافی کا مزہ چکھتے ہیں تو وہ سوچتے ہیں کہ کچھ بھی زیادہ نہ کریں۔ وہ واعظ بھی بنیں گے، گائے والے بھی۔ وہ ہر قوت کو استعمال کریں گے۔

آیت 15-17. ”اے خداوند! میرے لبوں کو کھول دے تو میرا منہ تیری حمد ظاہر کرے گا۔ کیونکہ تُو قربانی سے خوش نہیں ہوتا، ورنہ میں دیتا۔ سوختنی قربانی میں بھی تیری خوشنودی نہیں۔ خدا کی قربانیاں شکستہ رُوح ہیں، شکستہ اور پشیمان دل، اے خدا! ”تُو انہیں حقیر نہ جانے گا۔“

کیا ہی شیریں آیت ہے! کیا آج رات تیرا دل ٹوٹا ہے اور تُو شرمندہ ہے کہ اُسے خدا کے سامنے پیش کرے کیونکہ وہ بکھرا ہوا ہے؟ یہ تو بہترین حالت ہے۔ میں نے خدا کے مقدسوں کی محفل کی بابت پڑھا ہے جو دس دن تک جمع رہتے اور عظیم تجربات بیان کرتے، مگر کسی شکستہ دل یا پشیمان رُوح کا نشان نہ ہوتا۔ میں اُسے نہ سمجھ سکا اور نہ سمجھنا چاہا۔ میں تو اُس محصول لینے والے کے ساتھ دروازے کے پیچھے کھڑا ہونا پسند کروں گا جو کہے: ”اے خدا! مجھ گنہگار پر رحم کر“ اُس کی نسبت جو دس دن تک اپنے تجربات پر فخر کرے۔ کیونکہ پہلا خدا کے نزدیک ہے اور میں بھی وہاں ہونا چاہتا ہوں۔

”اے خدا! اسی پر قائم رکھ۔“ خدا کی قربانیاں شکستہ رُوح ہیں۔ شکستہ اور پشیمان دل کو تُو حقیر نہ جانے گا۔

آیت 18-19. ”صبیوں پر اپنی مرضی کے مطابق احسان کر۔ یروشلیم کی فصیل تعمیر کر۔ تب تُو صداقت کی قربانیوں اور سوختنی ”قربانی اور مکمل سوختنی قربانی کو پسند کرے گا۔ تب وہ تیرے مذبح پر بچھڑے چڑھائیں گے۔“

غور کرو! داؤد جانتا تھا کہ اُس نے صبیوں کی دیواریں گرا دی ہیں۔ اُس کا بُرا نمونہ خدا کے کام کو نقصان پہنچائے گا۔ مگر اُس کی دعا صرف اپنی بخشش کے لئے نہ تھی بلکہ اُس نے کلیسیا کی بھلائی چاہی۔ وہ چاہتا تھا کہ خدا کا کام آگے بڑھے۔ اسی لئے ”وہ دعا کو اس طرح بند نہ کر سکا بغیر یہ پکارے: ”یروشلیم کی فصیل تعمیر کر۔“

جتنا ہم اپنے آپ کو کم سمجھیں گے اتنا خدا کی کلیسیا کو زیادہ عزیز رکھیں گے۔ اپنے آپ کو حقیر جاننا خدا اور اُس کے لوگوں کی عزت کا راستہ ہے۔ مگر جب کوئی اپنے آپ کو عزت دیتا ہے تو پہلے دوسروں کو حقیر جانے گا اور پھر آہستہ آہستہ خود خدا کی بے عزتی تک جا پہنچے گا۔ اے خداوند! ہم کو اس سے بچا۔

تشریح از طرف سی۔ ایچ۔ اسپر جن

7 رومیوں

یہ پولس رسول کے اپنے باطنی جنگ و جدال کا بیان ہے۔ وہ آرزو رکھتا تھا کہ گناہ پر غالب آئے۔ وہ چاہتا تھا کہ آزاد آدمی ہو کر ہمیشہ دیندار اور پاک زندگی بسر کرے، مگر اُس نے پایا کہ اُس کی فطرت کے اندر ایک لڑائی ہے۔

آیت 7. پس ہم کیا کہیں؟ کیا شریعت گناہ ہے؟ ہرگز نہیں! بلکہ میں نے گناہ کو نہ پہچانا سوا شریعت کے۔ کیونکہ میں شہوت کو نہ پہچانتا، اگر شریعت نہ کہتی، تو ”حرص نہ کر۔“

کچھ لوگ امید رکھتے ہیں کہ شریعت کے وسیلہ سے وہ اپنی بُری خواہشوں پر غالب آ جائیں گے۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ خدا کی شریعت کی حاکمیت کو جان لیں اور اُس کا رعب اپنے دل پر محسوس کریں تو وہ پاک ہو جائیں گے۔ اب شریعت اپنی ذات میں سراسر پاک ہے۔ اُسے بہتر نہیں بنایا جا سکتا۔ ہم اُس میں کچھ بڑھا نہیں سکتے، نہ اُس سے کچھ گھٹا سکتے ہیں بغیر نقصان پہنچائے۔ یہ کامل شریعت ہے۔

لیکن اُس کا اثر دل پر کیا ہے؟ جب وہ ناپیدا شدہ دل میں داخل ہوتی ہے، تو گناہ کو روکنے کے بجائے اُسے پیدا کرتی ہے۔ رسول کہتا ہے کہ وہ شہوت کو نہ جانتا، مگر جب شریعت نے کہا ”حرص نہ کر“ تو اُس کی طبیعت نے بغاوت کی۔ کچھ باتیں ہم کبھی نہ سوچتے اگر وہ ممنوع نہ ہوتیں۔ مگر جب وہ منع کی گئیں، تو ہماری بُری فطرت میں اُن کو توڑنے کی خواہش پیدا ہوئی۔

آیت 8. لیکن گناہ نے حکم کے وسیلہ سے موقع پا کر مجھ میں ہر طرح کی خواہش کو پیدا کیا۔ کیونکہ شریعت کے بغیر گناہ مردہ تھا۔

اگر شریعت نہ ہوتی تو گناہ نہ ہوتا، کیونکہ گناہ شریعت کا توڑنا ہے۔ شریعت نیک ہے، ہم اُس پر کلام نہیں کر رہے۔ شریعت ضروری ہے، مگر ہماری فطرت ایسی ہے کہ شریعت کی موجودگی ہی گناہ کی موجودگی اور تحریک کو ظاہر کر دیتی ہے۔

آیت 9. کیونکہ میں شریعت کے بغیر کبھی زندہ تھا۔

میں اپنے آپ کو نیک سمجھتا تھا۔ میں خیال کرتا تھا کہ جو کچھ میں کر رہا ہوں وہ سب درست ہے۔ میرے دل میں کوئی بغاوت محسوس نہ ہوتی۔ میں زندہ تھا۔

آیت 9. لیکن جب حکم آیا تو گناہ جی اُٹھا اور میں مر گیا۔
میں اُس حکم پر ٹھوکر کھا گیا۔ میری پاکیزگی جاتی رہی۔ جو کمال میں نے اپنے کردار میں خیال کیا تھا وہ فوراً مٹ گیا، کیونکہ میں نے اپنے آپ کو شریعت کا توڑنے والا پایا۔

آیات 10 تا 13. اور وہ حکم جو زندگی کے لئے تھا، میں نے اُسے موت کے لئے پایا۔ کیونکہ گناہ نے حکم کے وسیلہ سے موقع پا کر مجھے دھوکا دیا اور اُس کے ذریعہ مجھے مار ڈالا۔ پس شریعت پاک ہے اور حکم پاک اور عادل اور نیک۔ پھر کیا وہ جو نیک تھا میرے لئے موت بنا؟ ہرگز نہیں! بلکہ گناہ تاکہ گناہ ہی ظاہر ہو، اُس نیک چیز کے وسیلہ سے میرے لئے موت کا باعث ہوا، تاکہ حکم کے وسیلہ سے گناہ نہایت گناہگار ٹھہرے۔

گناہ میری فطرت میں تھا، مگر میں اُسے نہ جانتا تھا۔ جب حکم آیا تو اُس فطرت نے کہا: ”میں یہ حکم نہیں مانوں گا۔“ اور فوراً اُس کو توڑ کر اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔ یہ کچھ ایسا ہے جیسے کوئی طبیب مریض کو دوائی دیتا ہے تاکہ اندرونی مرض ظاہر ہو جائے۔ اُس مرض نے بہر حال ہلاک کرنا ہی تھا، مگر جب ظاہر ہوا تو شفا کی راہ بھی کھل گئی۔

شریعت دل میں آتی ہے اور ہماری فاسد طبیعت اُس کے مقابلہ میں بغاوت کرتی ہے۔ شریعت ہمیں گناہگار نہیں بناتی بلکہ ہماری گناہگاری کو ظاہر کرتی ہے۔

آیت 14. کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ شریعت روحانی ہے لیکن میں جسمانی ہوں۔

آیت 14. گناہ کے ہاتھ بیچا ہوا۔

اب بھی کہ میں مسیحی ہوں اور فضل سے نیا بنایا گیا ہوں۔

آیت 15. کیونکہ جو میں کرتا ہوں اُسے نہیں مانتا۔

اکثر وہ کرتا ہوں جسے میں جائز نہیں جانتا، جسے میں دوبارہ کرنا نہیں چاہتا، جس پر میں اپنے آپ سے نفرت کرتا ہوں۔

آیت 16. پس اگر جو میں نہیں چاہتا وہی کرتا ہوں تو میں شریعت کی نیکوئی پر مہر لگاتا ہوں۔

میرے دل کی گہرائی کہتی ہے کہ شریعت نیک ہے، اگرچہ میں نے اُسے اپنی مرضی کے مطابق نہ رکھا۔

آیت 17. اب یہ میں نہیں کرتا بلکہ گناہ جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔

اصلی ”میں“، نیا جنما ہوا ”میں“ اُس کو نہیں چاہتا۔

آیات 18 تا 20. کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں، یعنی میرے جسم میں، کوئی نیک چیز نہیں بستی۔ کیونکہ ارادہ تو میرے پاس ہے، مگر بھلائی بجا لانا نہیں پاتا۔ کیونکہ جس نیک بات کو میں چاہتا ہوں وہ نہیں کرتا، بلکہ جس بُری کو نہیں چاہتا وہی کرتا ہوں۔ پس اگر میں وہ کرتا ہوں جو نہیں چاہتا تو اب وہ میں نہیں کرتا بلکہ گناہ جو مجھ میں بسا ہوا ہے۔

ہائے یہ ملعون اندرونی گناہ! ہم اس لئے یہ نہیں کہتے کہ اپنے آپ کو معاف کریں۔ ہرگز نہیں، بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرنے کو کہتے ہیں کہ کیوں گناہ کو اپنے اندر بسنے دیا۔ مگر ہم خُدا میں خوش ہوتے ہیں کہ ہم نئے جنم لئے ہوئے ہیں اور یہ نیا ”میں“ کبھی گناہ کو قبول نہیں کرتا بلکہ اُس سے لڑتا ہے۔

آیت 21. پس میں یہ قانون پاتا ہوں کہ جب میں نیکی کرنا چاہتا ہوں تو برائی میرے ساتھ موجود ہے۔

آیات 22 تا 24. کیونکہ باطنی انسان کے لحاظ سے تو میں خُدا کی شریعت سے خوش ہوں، لیکن اپنے اعضا میں ایک اور شریعت دیکھتا ہوں جو میرے دل کی شریعت سے لڑتی ہے اور مجھے اپنے اعضا میں موجود گناہ کی شریعت کا قیدی بناتی ہے۔ اے خستہ حال آدمی! کون مجھے اس موت کے بدن سے چھڑائے گا؟

جتنا زیادہ آدمی پاکیزہ ہوتا ہے اتنا ہی وہ یوں فریاد کرتا ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو مسیح کی صورت کے قریب پاتا ہے تو ذرا سا گناہ بھی اُس کے لئے ناقابلِ برداشت ہو جاتا ہے۔

آیت 25. خُدا کا شکر ہو جو ہمارے خُداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے یہ کرے گا

یہ ہو کر رہے گا۔ میں آزاد کیا جاؤں گا۔ میں کامل کیا جاؤں گا۔ ہاں! تخت کے سامنے بے عیب، پاک، بے گناہ ٹھہرایا جاؤں گا۔ یہ ہمارا حصہ ہے۔ ہم اسی کے منتظر ہیں اور اسی میں آرام پائیں گے۔

آیت 25. پس غرض یہ ہے کہ میں خود عقل سے تو خُدا کی شریعت کا، مگر جسم سے گناہ کی شریعت کا غلام ہوں۔

”لیکن شکر ہے کہ اگلی آیت میں فوراً یہ لکھا ہے: ”پس اب جو مسیح یسوع میں ہیں، اُن پر سزا کا حکم نہیں۔“

